

## البقرة\* دوسوال اور ان کا جواب

<"xml encoding="UTF-8?>

\*البقرة\* دوسوال اور ان کا جواب\*

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةَ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيُسْفِكُ الدَّمَاءَ وَنَحْنُ نُسْبِحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنِّيُونِي بِالْأَسْمَاءِ هَوَّلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قَالُوا سَبِّخَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلِمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِهْهُمْ بِالْأَسْمَاءِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَاهُمْ بِالْأَسْمَاءِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَفْلَكُ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝

اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پورڈگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اور انہوں نے کہا کہ کیا اسے بنائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے اور خونریزی کرے جب کہ ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں تو ارشاد بوا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ اور خدا نے آدم علیہ السلام کو تمام اسمائی کی تعلیم دی اور پھر ان سب کو ملائکہ کے سامنے پیش کرکے فرمایا کہ ذرا تم ان سب کے نام تو بتاؤ اگر تم اپنے خیال استحقاق میں سچے ہو۔ ملائکہ نے عرض کی کہ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے بتایا ہے کہ تو صاحبِ علم بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی۔ ارشاد بوا کہ آدم علیہ السلام اب تم انہیں باخبر کردو۔ تو جب آدم علیہ السلام نے باخبر کر دیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمان و زمین کے غیب کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو یا چھپاتے ہو سب کو جانتا ہوں۔

دوسوال اس موقع پر باقی رہ جاتے ہیں پہلا یہ کہ خدا وند عالم نے حضرت آدم کو کس طرح ان علوم کی تعلیم دی تھی اور دوسرا یہ کہ اگر ان علوم کی فرشتوں کو بھی تعلیم دے دیتا تو وہ بھی آدم والی فضیلت حاصل کر لیتے یہ آدم کے لئے کون سا افتخار و اعزاز ہے جو فرشتوں کے لئے نہیں۔

پہلے سوال کے جواب میں اس نکتے کی طرف توجہ کرنی چاہئی کہ یہاں تعلیم جنہیں تکوینی رکھتی ہے یعنی خدا نے یہ آگاہی آدم کی طبیعت و سرشت میں قرار دی تھی اور تھوڑی سی مدت میں اسے بار آور کر دیا تھا۔ لفظ تعلیم کا اطلاق تعلیم تکوینی پر قرآن میں ایک جگہ اور بھی آیا ہے۔ سورہ رحمٰن آیہ ۲ میں ہے:

خداوند عالم نے انسان کو بیان کی تعلیم دی ہے

واضح ہے کہ یہ تعلیم خدا وند عالم نے انسان کو مکتب آفرینش و خلقت میں دی ہے اور اس سے مراد وہی استعداد و خصوصیت فطری ہے جو انسانوں کے مزاج میں رکھنی چاہئی کہ ملائکہ کی خلقت ایک خاص قسم کی ہے جس میں یہ تمام

دوسرے سوال کے جواب میں اس طرف توجہ رکھنی چاہئی کہ ملائکہ کی خلقت ایک خاص قسم کی ہے جس میں یہ تمام علوم حاصل کرنے کی استعداد نہیں ہے وہ ایک اور مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس مقصد کے لئے ان کی تخلیق نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ اس امتحان کے بعد ملائکہ حقيقةت حال سمجھے گئے اور انہوں نے قبول کر لیا۔ پہلے شاید وہ سوچتے تھے کہ اس مقصد کی اہلیت بھی ان میں ہے مگر خدا نے علم اسماء کے امتحان سے آدم اور ان کی استعداد کا فرق واضح کر دیا۔ یہاں ایک اور سوال بھی سامنے آتا ہے کہ اگر مقصود علم اسماء، اسرار خلقت اور تمام موجودات کے خواص جانتا تھا تو پھر

ضمیر "هم" لفظ "اسمائہم" اور لفظ "هؤلاء" کیوں استعمال ہوئے جو عموماً افرادِ عاقل کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں کہ ضمیر "هم" اور لفظ "هؤلاء" صرف ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات عاقل اور غیر عاقل کے مجموعے پر یا یہاں تک کہ افراد غیر عاقل کے مجموعے کے لئے بھی بولے جاتے ہیں جیسے حضرت یوسف ستاروں، سورج اور چاند کے بارے میں کہتے ہیں۔ قرآن میں:

رَبِّهِمْ لِ سَاجِدِينَ

میں نے خواب میں دیکھا یہ سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ (یوسف۔ ۲)